ڈاکٹر گوہر نوشاہی

پنجاب میں اردو کا ایک ورق

عہد میر و سودا کے چند نو دریافت شعراء

''پنجاب میں اردو'' تاریخ ادب اردو کا ایک ایسا باب ہے جس پر ابھی تک شایانِ شان کام نہیں ہو سکا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ اردو ادب پر کام کرنے والے ہر محقق نے اس موضوع کو اہل پنجاب کی ذمہ داری سمجھ کر نہ صرف نظر انداز کیا بلکہ اسے اردو ادب کی تاریخ کا حصہ بھی بننے نہیں دیا۔ یہ صورت حال اردو ادب کے لیے ایک المیے سے کم نہیں۔ جن ادب دوستوں نے اس موضوع کی اہمیت کا احساس کیا ان میں علامہ اقبال بھی شامل ہیں اور جن محققین نے کسی حد تک ادب کے اس فراموش شدہ گوشے کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ان میں شیر علی سرخوش، حافظ محمود شیرانی، قاضی فضل حق، پیر غلام دستگیر نامی اور ڈاکٹر جمیل جالبی قابل ذکر ہیں۔ اس سلسلے میں کچھ کام ڈاکٹر ممتاز گوہر، ڈاکٹر علی محمد اور راقم الحروف نے بھی انجام دیا ہے، باقی تمام محققین نے چونکہ رام بابو سکسینہ کے بنائے ہوئے تاریخ ادب کے خاکے کی پیروی کی ہے اس لیے اس موضوع کو کوہ ندا کا بلاوا سمجھ کر قریب نہیں آنے دیا۔ اردو ادب کی تاریخ کو تا حال چونکہ حقیقی خط سفر اور فطری خاکہ میسر نہیں آیا اس لیے پنجاب میں اردو کا موضوع بھی نقش فریادی بن کر کسی انصاف پسند محقق کا منتظر ہے۔

پنجاب میں اردو ادب کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود اردو زبان کی۔ اگر لباب الالباب کے مصنف محمد عوفی کی اس اطلاع کو کہ مسعود سعد سلمان کے چھوڑے ہوئے دیوانوں میں ایک دیوان ہندوی یعنی قدیم اردو کا بھی تھا تو اس بات پر یقین کیا جا سکتا ہے کہ پنجاب میں اردو ادب کی روایت اس سرزمین پر غزنوی اقتدار سے پہلے موجود تھی، یہی روایت تواتر کے ساتھ ہر دور میں موجود رہی، غزنوی، غوری، تغلق، مغل غرضیکہ ہر عہد کے

Scanned by CamScanner

پنجاب میں اردو زبان کے وجود کا سراغ ملتا ہے۔

پنجاب کو کسی عہد میں بھی اردو ادب کے لیے سرکاری یا درباری سرپرستی نصیب نہیں ہوئی۔ یہاں فارسی ادب ہی درباروں میں پھولتا پھلتا رہا لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سرزمین پنجاب کا کوئی سیاسی اور تمدنی عہد اردو کے وجود سے خالی نہیں تھا۔ مجھے برصغیر کے کسی حصے کو بھی اردو زبان کے مولد و منشا ثابت کرنے پر اعتراض نہیں کیونکہ اس سے مسلمانوں کی تمدنی، علمی اور سیاسی قلمرو کی جڑیں ان حصوں میں گہری نظر آتی ہیں بشرطیکہ اس سلسلے میں پنجاب کو فراموش نہ کیا جائے اور اس کا جائز حق تحقیقی دیانت اور بصیرت کے ساتھ اسے دیا جائے۔

چند روز پہلے مجھے اپنے کتب خانے میں موجود ایک قلمی بیاض کے مطالعے کا موقعہ ملا۔ اس بیاض پر اولین سال تحریر ۱۱۸۴ھ درج ہے۔ اس بیاض کے مالک اور کاتب نے اپنا نام افضل شاہ پسر نظر شاہ لکھا ہے۔ سال تحریر سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بیاض مذکورہ کا تعلق میر و سودا کے عہد سے ہے۔ اس بیاض میں پنجاب سے متعلق چند شعراء کا کلام موجود ہے جس کے مطالعے سے اس عہد میں سرزمین پنجاب پر اردو شاعری کے معیار اور ثقاہت کا اندازہ ہوتا ہے۔ بے محل نہ ہوگا اگر پہلے اس بیاض کے کچھ تسویدی کوائف پیش کر دیے جائیں۔

ورق : 11x17.5 سینٹی میٹر

حوض : 8x13 سینٹی میٹر

کاغذ : بھورا ولائتی (سنٹرل ایشین)

اوراق کی تعداد: 49 ا و ب۔

تمام اوراق: دیمک خوردہ و موریانہ زدہ۔

خط : نستعلیق دیوانی مائل بہ خط شکستہ۔

بیاض میں کئی جگہ ورق افتادگی کا پتا چلتا ہے بالخصوص جہاں متن نامکمل ہونے کا

Scanned by CamScanner

احساس ہوتا ہے۔ بیاض کے اولین مالک اور کاتب املا کے اعتبار سے غیر محتاج اور قدرے کم سواد دکھائی دیتے ہیں۔ کئی الفاظ کی املا غلط ہے مثلاً رحم کو رہم اور قصہ کو کسا لکھا ہے، وغیرہ، ایسے الفاظ کی حواشی میں نشاندہی کر دی گئی ہے انھیں سہو کاتب سے زیادہ نہیں کہا جا سکتا۔

ورق 1 (ا) سے 4 (ا) پر ایک اردو قصیدہ، ایک اردو مخمس اور ایک اردو مثنوی کے اشعار ہیں۔ مثنوی بے عنوان اور نامکمل ہے۔ ان میں ورق 2 (ب) خالی ہے، ورق 4 (ب) خالی ہے، ورق 5 (ا) بھی خالی تھا۔ جدید عہد کے کسی شخص نے اس پر کچھ فارسی اشعار لکھے ہیں اور ان کے آخر میں تاریخ تحریر 3 ماہ شعبان 1355ھ درج ہے۔

افضل شاہ کے خط میں بیاض کے ابتدائی گیارہ ورق ہیں جن پر اردو اشعار کے علاوہ فارسی رباعیاں اور غزلیں ہیں۔ ورق 6 (ا) سے 6 (۳) نصف تک مختلف فارسی شعراء کی غزلیں اور مخمس ہیں۔ ان شعراء میں حافظ، مومن، حسن، طوسی، خاقانی، بہلول، بیدل، عزیز، شمس، قصاب، صائب، مخلص، آصفی اور اسیر کے تخلص نمایاں ہیں۔ ورق 36 (ا) نصف سے اسد تخلص کے کسی اردو شاعر کا مخمس شروع ہوتا ہے جو ورق 36 (ب) نصف تک جاتا ہے۔ ورق 36 (ب) نصف سے ورق 40 (ا) تک حکیم تخلص کے کسی فارسی شاعر کا ایک قصیدہ خلفائے راشدین کی مدح میں ہے جس کے دو مقطع ہیں۔ پہلے مقطع تک تین خلفائے اول کی مدح ہے اس کے بعد مقطع دوم تک امیر المومنین حضرت علیؓ کی شان میں اشعار لکھے گئے ہیں۔ دوسرے مقطع میں شاعر اپنا تخلص یوں لائے ہیں:

جز تو ندارد کسی بہر شفاعت حکیم
منتظر لطف تست دیدۂ گریان او

ورق 40 (ب) خالی تھا بعد کے کسی شخص نے اس پر دعائیہ اشعار لکھے ہیں اور آخر میں 10 محرم 1350ھ کی تاریخ درج کی ہے۔ یہاں تک کے اوراق میں قلم کے معمولی فرق

Scanned by CamScanner

کے باوجود خط میں یکسانیت ہے۔ ورق 41(ا) سے قلم پھر تبدیل ہوگیا ہے۔ خط بھی قدرے مختلف ہے۔ یہاں سے ایک فارسی ترکیب بند شروع ہوتا ہے جس کا موضوع نعت حضرت سرورِ کائنات ﷺ ہے۔ ورق 43(ب) سے 46(ا) تک اردو دوہڑے (دوہے) ہیں۔قلم اور خط دونوں تبدیل ہو چکے ہیں۔ بعد کے کسی شخص نے ان دوہوں پر عنوان دیا ہے ''اردو کا بیان'' ورق 46(ب) سے 47(ب) تک عربی میں ایک وظیفہ درج ہے۔ان اوراق کا کاغذ دبیز اور بیاض کے عام اوراق سے مختلف ہے۔گمان ہوتا ہے کہ عربی وظیفے کا متن بیاض میں نامکمل تھا جسے ایک ورق چاپنا لگا کر مکمل کیا گیا ہے۔ ورق 48(ا) سے 49(ا) تک ایک فارسی مناجات ہے جس کے آخر میں کاتب کا نام یوں آیا ہے:

''برای خاطر داشت آقا صاحب آقا و ترمیت (کذا)
صاحب مدظلہ اللہ تعالی نگارش یافت۔نویسندہ عاجز خاکسار
سیدعلی رضا موسوی الحسینی ابن میر حاتم علی شاہ بوقت ثما اثنین ماہ
ذی قعد در تاریخ ۱۵۔تحریر یافت۔(سال کتابت ندارد)''

ورق 49(ب) یعنی آخری صفحے پر داس ولیا کا ایک ہندی ریختہ اور میرزا رفیع سودا کی ایک اردو غزل کا درج ذیل مطلع لکھا گیا ہے:

گدا دست اہلِ کرم دیکھتے ہیں　　　ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہیں

جس طرح پہلے عرض کیا گیا، مذکورہ بیاض کے اولین مالک اور کاتب نظر شاہ پسر میر افضل شاہ ہیں۔ انھوں نے بیاض کی تحریر کے دوران کئی جگہ خالی ورق چھوڑ دیے تھے جن پر ان کے اخلاف میں سے کچھ لوگوں نے یا ان کے بعد یہ بیاض جن افراد کی ملکیت رہی انھوں نے عربی، فارسی اور ہندی نظم و نثر کی بعض تحریریں چھوڑی ہیں البتہ ایسی تحریروں کی تعداد بہت کم ہے۔اصل مالک کے بعد جن افراد کے نام بیاض پر نظر آتے ہیں ان میں پہلا نام عبدالرسول اور آخری نام سید علی رضا موسوی الحسینی ابن میر حاتم علی شاہ کا

Scanned by CamScanner

ہے لیکن قابل ذکر بات یہ ہے کہ بیاض کے آخری ورق یعنی 49 (ب) پر جو چند ہندی اور اردو اشعار تحریر ہیں وہ بھی نظر شاہ پسر میر افضل شاہ ہی کے خط میں ہیں جن سے گمان ہوتا ہے کہ نظر شاہ نے بیاض کے درمیان خالی اوراق چھوڑ دیے تھے جن پر دوسرے لوگوں نے تصرف کیا۔

بیاض مذکور کے مالک نظر شاہ کے بارے میں بیاض کی اندرونی شہادتوں کے مطابق تین اہم باتیں سامنے آتی ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ پنجاب کے رہنے والے تھے اور ۱۱۸۴ھ میں بیاض مرتب کر رہے تھے جو شمالی ہند میں میر وسودا کا دور ہے کیونکہ ۱۱۸۴ھ میں میر اور سودا دونوں زندہ تھے۔ دوسری بات یہ کہ وہ شیعہ عقیدے اور مسلک کے پیرو کار تھے اور تیسرے یہ کہ انھیں فارسی، اردو اور ہندی شاعری سے دلچسپی تھی اور اس بیاض میں انھوں نے اکثر فارسی، اردو اور ہندی زبان کے ایسے شعراء کا کلام منتخب کیا ہے جنھوں نے حضرت امام حسینؓ اور اہل بیت کرامؑ کے بارے میں قصائد یا مناقب لکھے ہیں۔ وہ کئی جگہ ایسے اشعار لکھتے ہوئے بھی تأمل نہیں کرتے جن میں مخالفین امام بالخصوص حاکم شام پر تبرّا کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود بیاض میں ایک ایسا فارسی قصیدہ بھی شامل ہے جس میں اصحاب رسولؐ کی تعریف اور مدح سرائی کی گئی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے عقیدے میں زیادہ غالی یا سخت گیر نہیں تھے۔

زیر نظر بیاض کی طرف قارئین کی توجہ اس لیے مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس بیاض میں اردو زبان کے چند ایسے شعراء کا کلام درج ہے جو بیاض کے سال تحریر کی رو سے بارھویں ہجری یعنی میر وسودا کے دور سے متعلق ہیں، جن کا اردو شاعروں کے کسی تذکرے میں ذکر نہیں ملتا اور یہ نہ صرف میر وسودا کے ہم عصر ہونے بلکہ ادبی اور لسانی اہمیت کے باعث بھی اردو ادب کی تاریخوں میں جگہ پانے کے مستحق ہیں۔ آج ہم ان کے سوانح حیات سے واقف نہ سہی ان کے کلام کے ذریعے اس دور کے ادبی منظر نامے پر ان کے مقام اور مراتب کا تعین تو کر سکتے ہیں، اس بیاض میں مختلف شعراء کے تین اہم ادب

پارے موجود ہیں جن کو قرات کی کوشش کے بعد مقالے کے آخر میں شامل کیا جارہا ہے۔ جن کی مختصر کیفیت پیش خدمت ہے۔

۱۔ قصیدہ گفتہ قطب الدین واقف لاہوری۔

یہ اردو زبان میں لکھا ہوا (۵۳) اشعار پر مشتمل قصیدہ ہے۔

مطلع: دور میں تیرے فلک کس کوں فراغت ہے بتا
پس یہ چوڑائی تری کس کام کی اے خوونما

مقطع: حشر میں میرا مقدر تیرے لشکر ساتھ ہو
اس سوں بہتر کیا ہے، قطب الدین واقف کے سدا

قصیدے کے ممدوح سید الشہداء حضرت امام حسینؓ ہیں۔ اس قصیدے کے اکتیسویں شعر میں حاکم شام پر تبرا کیا گیا ہے جسے دل آزار سمجھ کر زیرِ نظر متن میں شامل نہیں کیا گیا۔ قصد میں تشبیب، گریز، مدح، دعا غرضیکے تمام حصے فطری اور معیاری ہیں اور ان سے مصنف کے ادبی ذوق کا اندازہ ہوتا ہے۔ اظہار و ابلاغ کا تصنع سے پاک لہجہ اس قصیدے کے ادبی خدوخال کو اجاگر کر رہا ہے اور فارسی زبان سے ہم آہنگ ہوکر اردو کی نئی ساخت اس قصیدے کی لسانی اہمیت پر روشنی ڈال رہی ہے۔

۲۔ مخمس گفتہ اسد تخلص۔

آٹھ بندوں پر مشتمل یہ مخمس امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کی شان میں ہے۔ یہ بیاض کے ورق 36 (ا) اور (ب) پر موجود ہے۔ قلم عام بیاض سے جلی ہے لیکن خط میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور صاحب بیاض کے خط کے عین مشابہ ہے۔ شاعر نے آخری بند میں اپنا تخلص یوں ظاہر کیا ہے:

یا علیؓ میں اسد دیوانہ ہوں
عقل و تدبیر سیں بیگانہ ہوں

Scanned by CamScanner

مجھ میں سب توں و میں بہانہ ہوں

میں تری ذات کوں پچھانا ہوں

وحدت پاک کبریا کی قسم

اسد کی زبان میں ہر چند پنجابی زبان کی ساخت اور روایت کے اثرات موجود ہیں تاہم ادبی اعتبار سے ان کے ہاں تشبیہ و استعارے اور متخیلہ کی قابل توجہ مثالیں اسد کو ایک خوش فکر شاعر کے طور پر ہمارے سامنے لاتی ہیں ۔نوگل باغ ،سروگلزار ،میر میدان ،صبح وحدت کا آفتاب جیسی تراکیب اور اس پائے کی تشبیہیں جیسے :

عشق شاہ نجف کا مجھ دل میں

نور کی شمع جیونکے محفل میں

نیز ہلالی اور کمالی جیسے بلند پایہ فارسی شاعروں کے ساتھ اپنی ہم آہنگی اسد کے تخلیقی شعور کو نمایاں کر رہی ہے ۔

۳۔ مثنوی مجہول الاِسم/مصنف نا معلوم ۔

بیاض کے ورق 3(ا) سے 4(ا) تک ایک اردو مثنوی کے ننانوے ابیات درج ہیں ۔مثنوی کا آغاز اچانک اس شعر سے ہوتا ہے :

ادب سے گلے کا نہیں رو مجھے مگر خود بخود رحم آوے تجھے

اس سے گمان ہوتا ہے کہ مثنوی اس بیت سے کئی ابیات پہلے شروع ہوئی ہوگی اور ان ابیات میں ممکن ہے مثنوی کا نام لکھا گیا ہو یا مصنف نے اپنا تخلص ظاہر کیا ہو۔ بہر حال یہ محض ایک گمان ہے اور حقیقت صرف یہ ہے کہ ان ننانوے ابیات کے مصنف کا ہمیں علم نہیں ۔مثنوی کے متن سے مصنف کے پنجابی ہونے کا احساس ہوتا ہے ۔ میر وسودا کے دور میں اصلاح زبان کا جو عمل جاری تھا ،اس کی اطلاع پنجاب کے شعراء تک نہیں پہنچی تھی ۔ان کے ہاں زبان کی ساخت کا عمل قدرے سست ضرور ہے ،منزل کی طرف پیش قدمی سے محروم نہیں ۔

Scanned by CamScanner

زیرِنظر بیاض میں اردو آثار کے تعارف کو ختم کرنے سے پہلے اس کی املائی اور لسانی خصوصیات کی طرف اشارہ کرنا بے محل نہ ہوگا۔ املائی نظام میں چند اہم نکات یہ ہیں۔

۱۔ ''الف'' اور ''د'' کو ''الف'' اور ''ل'' کو، و، د کو اور ''الف''، ''ر'' کو ''خ'' اور ''د'' کو ''ہ'' سے ملا کر لکھا گیا ہے۔

۲۔ یائے معروف اور مجہول دونوں کشیدہ لکھی گئی ہیں، یائے معروف کو مدور اور مجہول کو برگشت کی شکل میں نہیں لکھا گیا۔ اسی طرح ''ن'' کو ''و'' سے ملاتے ہوئے مدور کی بجائے کشش کی طرح بنایا گیا ہے۔ یہی عمل الفاظ کے آخر میں ''ی'' لکھنے کا ہے۔

۳۔ ''س'' اور ''ش'' کا نصف دائرہ بنایا گیا ہے۔

۴۔ ''ک'' اور ''گ'' میں کوئی فرق نہیں۔

۵۔ حروف تنفّسی کو ہائے ملفوظی کے ساتھ تمام بیاض میں لکھا گیا ہے۔

۶۔ حروف علت کے بعد نون غنہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔

لسانی اعتبار سے بھی بعض باتیں قابل ذکر ہیں۔

۱۔ بلکہ کے آخر میں کسی جگہ ''ہ'' موجود نہیں بلکہ اسے ہر جگہ ''بلک'' لکھا گیا ہے۔

۲۔ ''کے'' بجائے ''کہ''۔

۳۔ ''تئیں'' بجائے ''کو''۔

۴۔ ''نہیں'' بجائے ''نہیں''۔

۵۔ ''یاں'' بجائے ''یہاں''۔ قصیدے، مثنوی اور مخمس تینوں میں موجود ہے، علاوہ ازیں رعایت قافیہ کے لیے ''ہ'' پر ختم ہونے والے فارسی الفاظ ''ا'' پر مورد صورت میں ختم کیے گئے ہیں۔

Scanned by CamScanner

ان گزارشات کے ساتھ بیاض میں موجود تین اہم اردو متون پیش خدمت ہیں ۔ بیاض میں فدوی کی ایک اردو رباعی اور سودا کا ایک مطلع بھی درج ہے ۔ چونکہ یہ طبع ہو چکے ہیں اس لیے ان کی تکرار ضروری نہیں ۔ آخر میں اصل متون کی عکسی نقول بھی پیش کی جا رہی ہیں ۔

قصیدہ (گفتہ) قطب الدین واقف لاہوری

دور میں تیرے فلک کس کوں فراغت ہے بتا
پس یہ چوڑائی تری کس کام کی اے خود نما
کرو(فر) تیرے کا کچھ ہم کو نہیں ہے اعتبار
رات دن بے فائدہ تو چرخ کھایا کر پڑا
جنکے تیئں البتہ دیجے اپنی آنکھوں پر مکاں
سو تری گردش میں آ کر ہو گئے ہیں سرمہ سا
بلک یہ مصرع کسی کا اور بھی مشہور ہے
جو کوئی دانا ہوا اس آس میں ہے پس گیا
اے فلک تیرا ہے یہ چرخہ نپٹ کچھ مال نئیں
پشم کر جاناں ہے ہم نے تار و پود و تونبیا
تیری نیرنگی تماشا ہے فلک کچھ فخر نئیں
ہے حقیقت کچھ شرف رکھتا نہیں بہروپیا
بلک داڑھی تیری سورج ہے ویا یک پشم ہے
خورد ہے یاروں کا دل اور سنگ لعل بے بہا
اپنے نیلے پیلے منہ پر سر اٹھانا خوب نئیں
آئینہ دیکھو اور اپنی قدر پہچانو بچا

Scanned by CamScanner

کیا ہوا جو رخت تیرے پرستارے ہیں جڑے
کہہ تو اک پاپوش اپنی دیجئے تجھ کو دکھا
رات کو تو ہو مرصع پوش ہم عریاں رہیں
یہ ترا انصاف ہے لعنت خدا کی بے حیا
ساری دنیا گھیر کر دے لی ہے اپنے پیٹ میں
پس ترا اے ہرزہ گر دل کیا ہے ناحق ناروا
بارے اتنے تنبو تانے سے تری کیا شان ہے
کوئی بیٹھے فرش قالیں پر کسی کو بوریا
ہم کو تیری اور تری ہم طرح کی پروا نہیں
سفلہ پرور سوں جو سفلہ ہو سو رکھے التجا
کجروی ان میں رکھا کر جو رکھیں تجھ سے امید
ہم تو کافر ہوں اگر ہو ہم کو تیرا آسرا
ہم نے جانا چاند سورج میں تیری آنکھیں ہوئیں
جو کوئی محتاج ہو تیرا اسے آنکھیں دکھا
جنکے تیئں پکی پکائی روز مولا بھیج دے
کیا وہ احمق ہیں جو ہوں محتاج سنگ آسیا
ہم تو ایسے شخص کے ٹکڑوں کے پالے ہیں فلک
جنکے ٹکڑوں کی طمع رکھتے ہیں سب شاہ اور گدا
اے فلک ہم ایسے شہزادے کے ہیں میراث خور
شمع سا روشن ہے دسترخوان جس کے باپ کا
بلک اس کا یہ لقب اس شان سے مشہور ہے
پیرو مرشد ، سید کونین ، شاہ اولیا

مطلب و مقصود ساری بات کا یعنی حسینؑ
بندہ پرور ، قبلۂ عالم شہید کربلا
واقعی ہم کو سنا کوئی نہیں ان سا شہید
جن کو پہنچاوے درود اور فاتحہ اپنا خدا
ایسے ہی بندوں کو کہیے دین و دنیا کا امام
جن کی تعظیم اور ادب کرتے ہیں سارے انبیاء
منتخب ساری خدائی کا یہی دربار ہے
واقعی ایسے ہی درباروں میں ملتا ہے خدا
ایسے شہزادے کی قدرومنزلت کیا پوچھنا
جب کے ہو جبریل ساجن کے جلو میں پیادہ پا
معجزہ عیسیٰ کا کب پہنچے ہے ان کی گرد کو
جن کے گھر کی خاک بھی مشہور ہے خاک شفا
واقع جن کی طہارت تمسک ہو قرآن سوں
کوئی دیوانہ ہو جو اس جا کرے چون و چرا
بضعۃٌ منّی اسی کی والدہ کا ہے لقب
لحمک لحمی اسی کے باپ کا ہے مرتبا
پس جنھیں ہو اپنی جزایت نبیؐ کی ذات سوں
ان کی معصومی میں شک لیا نا زہے انصاف ہا
گرشب......(۱) ظاہر نہ ہوتے یہ جناب
تب کہو زنا اور تسبیح میں کیا فرق تھا
جن کے باعث ہو جئے ظاہر میں مردہ آدمی
ان کی خدمت میں بھلا چون و چرا کا دخل کیا

Scanned by CamScanner

ان کو پہنچانے گا کیا کوئی مگر ایسی جناب
یا خدا یا مصطفیٰؐ یا فاطمہؑ یا مرتضےٰؑ
شان پر جنکی حدیث اور آیتوں کا ہو ہجوم
گر نہ ہو ہنگامہ اجماع ہمیں اجماع سوں کیا
سچ کہیں میاں ہم تو اس کے ہیں اور اس کے باپ کے
جوکوئی دیتا ہے ہم کو سو رکھے اپنا اٹھا
ہم تو دیوانے یہں میاں بکتے ہیں اپنے ہزل میں
جوں جوں، ہم کو یاد آتا ہے وہ دشت کربلا
اب اسی جنگل موں حجاز بخیر پھرا چاہیے
یعنی برپا کیجیے دیوانگی کا سلسلا
اس گھڑی دیوانگی میری کا کتنا شان ہو
جب کہیں لڑکے اماموں کا اسے سودا ہوا
اب تو دل سودا میں اس صحرا کے گھر ٹکتا نہیں
چھوڑ کر جنگل کو دیوانے کی گھر بیٹھے بلا
دل ہمارا ہم سے کوسوں بھاگتا ہے اس طرف
لگ گئی ہے جب سوں دیوانے کے جنگل کی ہوا
اب وہاں جایئے جہاں اس دل کی حاصل ہو مراد
ایسی آبادی سے وہ خونخوار ویرانہ بھلا
اب تو ویرانہ نہیں نام خدا اک شہر ہے
جب سے شہزادہ بمعہ اوڑوں وہاں جا کر بسا
اب میں اس آورد(۲) اور لشکر کا کیا قصہ کہوں
شہرہ آفاق ہے اس معرکے کا ماجرا

Scanned by CamScanner

پس تو میں کہتا ہوں شہزادے سوں اپنا التماس
مانگتا ہوں جو مرے اب دل کا ہیگا مدعا
اے شہ والا و دریا دل خدا کے واسطے
عرض مجھ محتاج کی سنیو جو کہتا ہوں کھڑا
کیا ہوا کر بے نصیبی میں تجھ سیں دور ہوں
پر مرے خاوند تو میرے دل کا ہیگا آشنا
بلکہ مجنوں بیشتر میری زباں کا ترجماں
حافظ شیراز نے دیوان اپنے موں لکھا
گرچہ دورم از بساط قرب ہمت دور نیست
بندۂ شاہ شما ایم و ثنا خوان شما
گرچہ میں نزدیک ہوں یا دور ہوں تیرا غلام
مانگ لینا تجھ سوں میرا کام ہے مشکل کشا
عرض رکھتا ہوں پڑھ سکتا نہیں اے قبلہ گاہ
واقعی ہے عرض مطلب ترک تسلیم و رضا
لیکن اس خفت کے جینے سے نپٹ بے زار ہوں
مجھ کو خوش آتی نہیں اس طور کی اپنی بقا
دے مجھے اس درد سیں جرعہ کہ اس جلوائے روز
تیرے نفروں کو ملا تھا الشہادت مندا
تا کہ میں بھی سرخ رو ہوکر ملوں یاروں کے بیچ
سب کہیں مجھ کو اسے پیالہ شہادت کا ملا
حشر بھی میرا مقرر تیرے لشکر ساتھ ہو
اس سوں بہتر کیا ہے قطب الدین واقف کے سدا

Scanned by CamScanner

(۲)

مخمس گفتہ اسد تخلص

نوگل باغ ائمہ کی قسم
سروگلزار ہل اتی کی قسم
میر میدان لافتیٰ کی قسم
یعنی عاشق ہوں مرتضیٰ کی قسم
جاں فدا ہوں مجھے خدا کی قسم

عشق شاہ نجف کا مجھ دل میں
نور کی شمع جیونکے محفل میں
جاکے پہنچا ہوں خوب منزل میں
دیکھتا ہوں علیؓ کوں پل پل میں
چشم بینائے باصفا کی قسم

حق میں یوفون بالقدر (۳) آیا ہے
سورہ طاہات میں سنایا ہے
تم نے جبریل کو پڑھایا ہے
رمز، اسرار سب بتایا ہے
چشم پنہان باصفا کی قسم

در خیبر کوں مار کر توڑا
مرہ قیس کوں نہ ٹک چھوڑا
ان میں ہرگز کبھو نہ منہ موڑا
جز محمدؐ نہیں ترا جوڑا

Scanned by CamScanner

رمز ہے اس میں مصطفیٰ کی قسم

تو ہے قدرت کا انتخاب سچا
ہر بچن میں ترا جناب سچا
عرش اعظم ترا خطاب سچا
صبح وحدت کا آفتاب سچا

نور خورشید والضحیٰ کی قسم

میں ہوں عاشق جمال تیرے کا
مست جام و خیال تیرے کا
محو بے خود وصال تیرے کا
معتقد ہر کمال تیرے کا

آئینہ پاک قل کفا(۴) کی قسم

شاعروں میں نہ میں ہلالی ہوں
نہ جمالی نہ میں کمالی ہوں
عاشق مست لاؤبالی ہوں
شاہ مولا و میں موالی ہوں

والہ ہوں مست ہوں وِلا کی قسم

یا علیؑ میں اسد دیوانہ ہوں
عقل و تدبیر سیں بیگانہ ہوں
مجھ میں سب توں و میں بہانہ ہوں
میں تری ذات کوں پچھانا ہوں

وحدت پاک کبریا کی قسم

(۳)

مثنوی مصنف نا معلوم

ادب سے گلے کا نہیں رو مجھے
مگر خود بخود رحم(۵) آوے تجھے
تو مرنے کی کچھ مجھ کو پروا نہیں
کچھ اس جیونے سے تمنا نہیں
جو کچھ تھا کے ہمت مری سہ گئی
ولے جی میں یہ آرزو رہ گئی
مری بات تو نے نہ مانی کبھو
مری قدر تو نے نہ جانی کبھو
اسی غم کوں جا انکالے گور میں
کہوں کا ہے کو حشر کے شور میں
محبت نے مجھ کوں کیا بے ادب
محبت ہے اب تو جنوں سبب
وگرنہ کہاں مجھ کوں یہ تاب ہے
کب اس حرف کا یہ دہن باب ہے
یقیں جان گر تو نہ ہو ایک آن
تری مہربانی کا مجھ کوں گمان
تو صورت نہ پکڑے جہاں ہے حیات
نکل جاوے جی نا امیدی کے سات
محبت کا ہم خوب پایا ہے بھید

Scanned by CamScanner

سبب زندگی کا نہیں جز امید
جو کھینچا کبھو مہر سے تو نے ہاتھ
ستم سر کیا پائمالوں کے ساتھ
تو یہ زندگانی گوارا نہیں
اجل جو نہ آوے تو چارہ نہیں
ولیکن شکایت کا نہیں احتمال
کہاں ہے اسیروں کا یاں تک مجال
یہ ممکن نہیں بندۂ خاص سیں
کہ پردوں سے ہے شان اخلاص سیں
لگن میں پڑا ایک پروانہ رات
یہ کہتا تھا ارباب مجلس کے سات
کہ اس بے پر و بال کی عرض ہے
کہ ابلاغ اس کا تجھے فرض ہے
مری شمع سے یہ سندیسا کہو
اسے خوب سمجھا کے اتنا کہو
یہی تھا لکھا میری قسمت میں جان
قیامت تلک ہجر و وصل ایک آن
جو میرا یوں خوش تم کو آتا ہے حال
تو مجھ کو شکایت کا نہیں احتمال
جو میرے بُرے میں ہے تیرا بھلا
تو مجھ کو کوں نہیں چارہ غیراز رضا
سراپا مرا گرچہ آتش میں ہے

Scanned by CamScanner

سعادت مری تیری خواہش میں ہے
وہی کر تو جس میں تیرا کام ہو
ولیکن نہ اتنا کہ بدنام ہو
یہ کہہ کر کیا کام اپنا تمام
ہوا زندگانی کا روز اس کا شام
جو کوئی عشق میں اس ادب سے مرے
خدا تا ابد اس پہ رحمت کرے
مبارک ہے اے مے کشاں وصل گل
کہ آئی ہے کیا شان سے فصل گل
دیکھو تو شہ گل کا جاہ و جلال
کہ فوارہ سا جس کا ہے نرو ڈھال (کذا)
ز بس گرم ہے جوش گل کی ہوا
نہالوں کو پھنکا کرے ہے صبا
نظر ٹک کرو تو چمن کی طرف
شگوفے کو مستی میں آئے ہیں کف (کذا)
چمن میں بھرا ہے نشہ یاں تلک
کہ جاتی ہے نرگس کی گردن ڈھلک
ہوا کے نشے نے کیا بس کہ زور
پڑا آب مستی (سوں) کرتا ہے شور
تماشے سے جاتا ہے سب غم بسر
کہ پھولا ہے گلزار دل کھول کر
کہ سکھتے ہیں دھو داغ لالے ستی

جیسے ورد قہوے کے پیالے ستی
کھلی ایسی (پھر) اختلاطوں(۷) کی راہ
کہ سنبل سے اٹکی ہے گل کی نگاہ
عزیزو تغافل کا ہنگام نئیں
مگر تم کو گل ساتھ پھر کام نئیں
یہ دن کچھ غنیمت نہیں جانتے
مری عرض یارو نہیں مانتے
ارے ظالمو مفت ہے یہ بہار
کہاں یہ نشہ پھر کہاں یہ خمار
نپٹ نقش بر آب ہے یہ جہاں
بیک موج میں ہم کہاں تم کہاں
الٹ جاوے گا ایک دم میں ورق
کرو گے سبھی جوں قلم سینہ شق
نہ یہ مے نہ یہ باغ رہ جائے گا
نہ ملنے کا یہ داغ رہ جائے گا
کوئی درد اس دکھ سے بہتر نہیں
کہ سب ٹھاٹھ ہیں تم میسر نہیں
بہت دل کو بھاتی ہے گلشن کی سیر
پہ اب یہ خضر زہر ہے تم بغیر
جو ہو جائے گا باغ بے آب و تاب
کوئی لے کے تب (کیا) کرے گا شراب
میں کچھ جانتا نئیں تغافل کے بھید

Scanned by CamScanner

نہ تھی مجھ کو تم سے مگر یہ امید
کہ اس طرح سے جاؤ گے اس سے تو چوک
کرو گے تم اس فصل میں یہ سلوک
یہ سختی ہے جونہی تمہاری زبوں
کہ گلشن کے زہرے کو کرتے ہو خوں
نہ روتا ہوں اس چشم خونبار پر
مجھے آتا ہے خون گلزار پر
کہ تم بن یہ سب حال ہے آئے سال
چو برسر برستی ہے گرد ملال
نہ بلبل کو ہے بولنے کا دماغ
نہ غنچے کو دل کھولنے کا دماغ
چمن کی نہ خاطر مکدر کرو
جو کرنا ہے غصہ سو مجھ پر کرو
مجھے یہ خوشی تھی کہ اب کے بہار
نکل جاوے جی کا سب خار خار
نہ تھا مجھ کو طالع سے یہ احتمال(۸)
کہ ساون سے لوں اپنے ماتم کی فال
نہ تھا جانتا ہائے یہ سینہ ریش
کہ سب دوست دشمن ہو آویں گے پیش
تغافل نے یاروں کے مارا مجھے
کہ بے وقت ان سے بسارا مجھے
مجھے اتفاقاً پڑا ایک بار

Scanned by CamScanner

چمن کی طرف فصل گل میں گزار
کھڑا دیکھتا باغ میں تھا ظہور
کہ ناگہ سنا میں نے بلبل کا شور
یہ کہتی تھی تنہا نپٹ درد سے
دلے گرم سے اور دم سرد سے
کہ ایام اسیری کے کیا خوب تھے
خصوصاً مجھے سخت مرغوب تھے
پھنسے تھے سبھی ہم قفس ایک بار
ہمیں دام لگتا تھا باغ و بہار
عجب تھا مزا درد و اندوہ کا
عجب جشن تھا مرگ انبوہ کا
توجہ تھا ہم ساتھ صیاد کو
پہنچتا تھا ہر وقت فریاد کو
موافق تھی دام و قفس کی ہوا
سب آپس میں کرتے تھے چھکوں فدا
نہ تھے آشنا داد بیداد کے
کہ ہم تھے اسیر ایک صیاد کے
ہوا ایک سال اس طرح اتفاق
کہ زیر ستم تھے سب اہل نفاق
چمن کی فزا مجھ پر اب تنگ ہے
مجھے زندگی موت اک ننگ ہے
نہ لگتا ہے دل صحبت غیر سیں

Scanned by CamScanner

نہ کھلتا ہے جی باغ کی سیر سیں
نہ کچھ ذوق ہے آب و دانے ستی
پھڑکتا ہے جی آشیانے ستی
مجھے گل کی درشن لگے ہے زبوں
چمن ہے نظر میں مجھے حوض خوں
آگے جی کو کب خوب لگتا ہے باغ
بھلا ہے رقیبوں کی دوری کا داغ
ارے زاہد منکروں کے امام
ارے آب انگور تجھ پر حرام
نہیں جانتا تو جو اسرار ے
نہ کر بے وقوفی سے انکار ے
یہ وہ آب ہے ....(۹)
ہزاراں ......(۱۰) جس سے دوزخ ڈرے
موافق کے (ہے) واسطے سلسبیل
مخالف کوں ہووے جیوں آب نیل
جو کوئی شخص پانی سے بیزار ہو
یقین ہے کہ آگ اس کوں درکار ہو
تری تر زبانی خوش آتی نہیں
تری خشک مغزی بھی بھاتی نہیں
زبان مت نکال اپنی ...... (۱۱) کی طرح
دو سر مت بنا اپنا خامے کی طرح
تو آزار دیتا ہے مستوں کے تئیں

Scanned by CamScanner

ستاتا ہے ساغر پرستوں کے تئیں
یہ محشر کے کنیں تیرے شانے سے ریش
بلائے سیہ ہو کے آوے گی پیش
جلاؤں گا روز قیامت کے تئیں
یہ مسواک سے تیری قامت کے تئیں
جو اندھے کو دیکھے کوئی چاہ پر
تو واجب ہے لاوے اسے راہ پر
میں کہتا ہوں یہ وضع کچھ خوب نئیں
سلامت روی کا یہ اسلوب نئیں
نہیں ہاتھ مستوں کے اپنی عناں
مبادا پہنچ جاوے تجھ کو زیاں
ستانا ترا ان سے کیا دور ہے
کہ سب طرح سے مست معذور ہے
جو بھرتا ہے اب اپنے خوں سے ایاغ
تو بکنے کا مجھ کوں نئیں کب دماغ
نہ تھا کچھ تھکا طبع کے شور سیں
نہ میں دم لیا تھا ٹک اک زور سیں
پھر آیا سخن کا نشہ جوش میں
کہ پھر آئی دیوانگی ہوش میں
جنوں کی صدا کیوں نہ ہووے بلند
کہ دل میرا ہے ایک مطرب سے بند
مرے دل کا دل اس کے اب ہاتھ ہے (کذا)

Scanned by CamScanner

جو کچھ بات ہے مجھ کوں اس ساتھ ہے
ارے مطرب اے درد مندوں کی جان
کبھو تو کہا ناتوانوں کا مان
تغافل کے ہاتھوں سے طنبور وار
گریباں کو میرے نہ کر تار تار
صدا گوش کر اپنے مشتاق کی
خبر لے ٹک ایک اپنے عشاق کی
مجھے اب تلک ذوق صہبا سے تھا
جو کچھ کام تھا جام مینا سے تھا
کروں چاندنی کے تری ساتھ بیر
ولیکن ترے ...... (۱۳) سوں تجھ بغیر
پڑا آج کی رات یوں اتفاق
کہ جاتے رہے سب ہی اہل وفاق
مرا جی گیا ڈوب مہتاب دیکھ
جسے مرنے والے جئیں آپ دیکھ
عدالت کی کب چاند سے تھی امید
ولیکن ہوا مجھ کوں معلوم بھید
کہ واقع ہوئے ہم سے بس کہ گناہ
کیے نامے کی طرح چہرے سیاہ
ہوئے سب طرح مستحق عتاب
تو لازم ہوا اب نزول عذاب
ولیکن خدا بھیجتا تھا سدا

مناسب ہر اک قوم کے اک بلا
بنی کی ہوئی بسکہ حرمت ضرور
اس امت پہ آیا ہے طوفان نور

حواشی

۱۔ دیمک خوردگی کے باعث ایک لفظ پڑھا نہیں جا سکا۔

۲۔ آورد (فارسی) لڑائی، حملہ (نور اللغات)۔

۳۔ اصل: باالنظر، سہو کتابت۔ قرآن مجید: سورہ الانسان۔ آیہ ۷۶۔

۴۔ قرآن مجید: سورہ العنکبوت، آیہ: ۲۹۔

۵۔ اصل: رہم، سہو کاتب۔

۶۔ اصل: اختلاتوں، سہو کاتب۔

۷۔ اصل: مجھے یہ امید تصحیح قیاسی۔

۸۔ اصل: اہتمال، سہو کاتب۔

۹۔ یہاں آدھا مصرعہ دیمک خوردگی کے باعث پڑھا نہیں جا سکا۔

۱۰۔ ایضاً، دیک خوردگی۔

۱۱۔ ایک لفظ دیمک خوردگی کے باعث پڑھا نہیں جا سکا۔

۱۲۔ ایضاً، دیمک خوردگی۔

Scanned by CamScanner

[illegible]

دو دن میں [illegible]

[illegible] اعتبار [illegible]

[illegible] ہے لعنت خدا کی بےحیا [illegible]

[illegible] شمع سا روشن ہے دستر خوان [illegible]

[illegible]

کر شان بزرگی حدیث اور آیتونکی [illegible]
کرانہو ہکا [illegible] اجماع ہمیان احتیاج ہو گیا

[illegible] اونکو ہجا [illegible] کر اب جناب

اوسکی خدمت میں بہلا چون و چرا کا دخل [illegible]

سو وہ مرد [illegible] یا علیا یا مصطفی یا فاطمہ یا مرتضی [illegible]

[illegible] ایک قدم [illegible]

السفینہ [illegible] اللہ دریا دل خدا کو واسطے [illegible] بے نصیب [illegible] بلکہ مجنون [illegible]

غرض [illegible] سفینہ [illegible] حافظ شیراز [illegible] بندہ شاہ شمائلم و ثناخوان شما [illegible]

ساتب بسم اللہ الرحمن الرحیم سلطان سید احمد کبیر ہیں تیغ ساتھ جو کینی بادنجہ سیر جھل کرتا نکلی لے کر تا جائے کھکھا ہیں

لعابدینی مادرِ جار وجگہ ہوا بسر کا الدبسر کبیر البسر کا ناہی انت جینی ہونیں کر وجی چلہ دین ہندوت جگ اسرا بانجا نجا دلو تر باجا

جلی باجا نمانی تنا جابے سو باجا مانی لونا جمار رکے نر کہہ ماہی ترسیے جوجوجو ہفت سات نبیت اول نام خدا ۲ نام رسول نام چہار یار نام حضرت پیر دستگیر

داد مصر خیل حبیب نجی خیل آخون موسے آخون بنجو آخون صادق خواجہ معین الدین چشتیاں جراغ دہلی شیخ کار مردان خدا شکر زین الدین دین

کھکھا مانجے کرتے بہتہ فرزند کہا کا تہ کوہ رسیے تلی دہر کر سو گرنسوں برکت محمد کی بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

۳۰۶ الف

۳۶ ب

[illegible] گل باغ اتا کی قسم [illegible] ہل اتی کے قسم مرد میدان لافتی کے قسم تیغ عاشق ہوں مرتضیٰ کی قسم جان [illegible]

[illegible]

چشم مینا ہی اصفیا کی قسم

[illegible] پیشوایان اصفیا کی قسم

عدو جنہیں کون مار کر توڑا مرد [illegible] کون نہ تک چھوڑا [illegible] تن میں ہرگز کبھو نہ [illegible] جز محمد نہیں ترا جوڑا [illegible] مصطفیٰ کی قسم

[illegible]

نور خورشید والضحیٰ کی قسم

[illegible]

شاعر و نہیں نہ ہیں کمالی ہوں
نہ جمالی نہ ہیں کمالی ہوں
عاشق مست لاابالی ہوں
شاہ مولا [illegible] ہوں

[illegible] مست ہوں ولا کی قسم

تا علم [illegible] دیوانہ ہوں عقل و تدبیر سیں بیگانہ ہوں مجھ میں سب تون و میں بہانہ ہوں میں تری ذات کون [illegible]

[illegible]

تو صورت نہ نکلی بجائے حیات — وہ جو کہ تو حجتہ ہیں تیرا کام ہو ہر دن [illegible]

نکل جائے جو نا امید کی ساتھ — و لیکن نہ اس کہ بد نام ہو غرض [illegible]

تغافل نہ یار ہو کہ مار ا مجھے — نہ کچھ ذوق ہے آب و دانہ سے

کہ یوں نہ اپنے لب سے مار ا مجھے — بہر کس ... اشیانہ سے

[illegible]

... توجہ تمہاری ... کو ... بلا ...

... نازک ... بھلا ... پھر ... کو ... نہ ...

[illegible]